

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تینتالیسوں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 16 ستمبر 2021ء بروز جمعرات بمناسبت 8 صفر المظفر 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	13
3	رخصت کی درخواستیں۔	18
4	قرارداد نمبر 123 مبنی: جناب نصر اللہ خان زیرے، رکن اسمبلی۔	18
5	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	24



اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو
 ڈپٹی اپیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل



سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کا کڑ
 اپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 16 ستمبر 2021ء بروز جمعرات بھطابق 8 صفر المظفر 1443 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 00 منٹ زیر صدارت میر عبدالقدوس بننجو، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با تعدادہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا يَاهَا إِلَّا إِنْسَانٌ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَذُّحًا فَمُلْقِيْهِ ح فَإِنَّمَا مَنْ أُوتَى كِتْبَهُ بِيَمِينِهِ ل فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ل وَيُنَقْلَبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا ط وَإِنَّمَا مَنْ أُوتَى كِتْبَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ط فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا ل وَيَصْلَى سَعِيرًا ط إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ط إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحْوَرَ

Document
and
tempfile(s) could
not be found.
3 Ayat.wmf
not found.

﴿پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الانشقاق آیات نمبر ۲ تا ۱۳﴾

ترجمہ: اے آدمی تجوہ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں سہ سہ کر پھر اس سے ملنا ہے۔ سوجس کو ملا اعمالنا مہ اس کا داہنے ہاتھ میں۔ تو اس سے حساب لیں گے آسان حساب۔ اور پھر کر آئے گا اپنے لوگوں کے پاس خوش ہو کر۔ اور جس کو ملا اس کا اعمالنا مہ پیچھے کے پیچھے سے۔ سو وہ پکارے گا موت موت۔ اور پڑے گا آگ میں۔ وہ رہا تھا اپنے گھر میں بے غم۔ اس نے خیال کیا تھا کہ پھر کرنہ جائے گا۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيْم۔ حجی اختر لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: میر عبدالغفور صاحب ہمارے سابق منشی ہیں ہماری صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی رہے ہیں۔ میں ان کو اسمبلی گلری میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: میر عبدالغفور ہڑی صاحب کو پورے ہاؤس کی طرف سے ہم welcome کرتے ہیں۔ حجی۔

جناب نصراللہ خان زیری: جناب اسپیکر! ایک important point of order عوامی اہمیت کے حامل ایک مسئلہ ہے جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے لوگوں کا معاشی انحصار زیادہ تر فصلات، زراعت اور لائیواٹاک پر ہے اکثریت لوگوں کی۔ لیکن آپ کو یہ معلوم ہے جناب اسپیکر! ہم نے بارہا اس اسمبلی کے فلور پر کہا ہے کہ جب ہمارا سیب تیار ہو جاتا ہے تو پھر ایران اور دیگر ممالک سے برآمد کیا جاتا ہے ابھی recently منشی ایگر یکچھ صاحب بھی بیٹھے ہیں اور ابھی زمیندار بھی یہاں اسمبلی آئے تھے، ہم سب سے ملے تھے، ملک نصیر صاحب اس پر بات کریں گے۔ وہ زمیندار کہہ رہے ہیں کہ ابھی ہمارا پیاز منڈی میں آگیا ہے اور ہم کچھ کمانے لگئے تو ایران اور تاجکستان سے دن میں سینکڑوں ٹرالرز پیاز کے ہمارے ملک میں آ رہے ہیں۔ اور ایک دم یہاں کے علاقوں کی پیاز کی قیمت نیچے گرگئی۔ اور جتنی محنت ہمارے زمینداروں نے کی ہے وہ مکمل طور پر یقیناً ان کے الفاظ تھے کہ اب ہم خیرات اور زکوٰۃ مانگنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تو میری آپ سے یہ request کے کشم اور ایف بی آر کو لکھا جائے یہاں ایگر یکچھ منشی صاحب یہ نقطہ اٹھائیں کہ کیوں ہماری اپنی پیاز ہے اگر ایران کے پاس اپنا چاول اس وقت ہوتا ہے تو ہمارے چاول پر پابندی لگائی جاتی ہے اور ہمارا چاول نہیں مانگتا جب ان کے پاس چاول نہیں ہوتا ہے تو ہمارا چاول وہاں جاتا ہے لیکن ہم اتنے سختی ہیں کہ ہم سیب بھی باہر سے منگواتے ہیں جب ہمارا سیب پکنچ جاتا ہے ہم اپنے زمینداروں کی تباہی کا سبب بن جاتے ہیں جب ہماری پیاز پکنچتی ہے تو تاجکستان سے سیب اور پیاز کو ٹک کی منڈی میں پکنچ جاتی ہے۔ تو میری request ہو گی یہ بہت serious مسئلہ ہے اس پر ملک نصیر صاحب اگر بولیں تو زیادہ بہتر ہو گا وہ زمیندار ایکشن کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ thank you جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: حجی شکریہ ملک صاحب کے بعد پھر تین صاحب کو۔ حجی۔

ملک نصیر احمد شاہوی: بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيْم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح نصراللہ خان زیری نے کہا میرے خیال میں بلوچستان کا نہ صرف ایک جو ہمارا آئیٹم ہے پیاز کی بات کر رہا ہوں بلکہ ہر سیز ماں میں جب ہمارا سیب مار کیٹ میں آ جاتا ہے تو ایران سے سیب اُسی وقت آ جاتا ہے اسی طرح جب ہمارا انگور مار کیٹ

میں آ جاتا ہے تو ان کا انگور آ جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: بہتر نہیں ہے کہ اس پر قرارداد کی شکل میں پیش کردیتے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اسپیکر صاحب! اس پر زمینداروں نے احتجاج بھی کیا اسلام آباد کے دورے بھی کیے پھر ہم نے وہاں ایک فیڈرل منٹر رزاق داؤد سے بھی ہماری بات ہوئی۔ یہ سب غیر قانونی طور پر آتے ہیں کلیکٹر کشم سے بھی ہماری ملاقات ہوئی تو ہم کہتے ہیں کہ آپ رو لنگ دیدیں کہ ہمارے جتنے بھی باڈر ز ہیں یہاں سے اگر وہ آ جاتے ہیں ان کو کم از کم نہ ان کے ساتھ امپورٹ پرمٹ ہے نہ ان کے ساتھ کورونا کا سرٹیفیکٹ ہے جو ایک اپنے ملک سے دوسرے ملک کے لیے اگر کوئی بھی آئیٹم آ جاتا ہے ان کے ساتھ باقاعدہ ایک سرٹیفیکٹ ہوتا ہے کہ اس کے اندر کوئی بیماری ہے کہ نہیں تو ہمارے ملک میں سب کچھ آہی جاتا ہے اور پھر وہ غیر قانونی طور پر یہ نہیں کہ ہم ان سے لیکس لے رہے ہیں یا ہم نے اس کی باقاعدہ اجازت دی ہے اس پر حد درجہ احتجاج کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم نے ہمارے زمیندار اس حوالے سے کورٹ بھی گئے ہیں تو اس وقت ہمارے زمیندار اس نجح پر پہنچ چکے ہیں جناب اسپیکر صاحب! کہ یہاں 80% لوگوں کا ذریعہ معاش بھی گلم بانی اور زمینداری ہے۔ زمینداری گزشتہ تین سالوں سے اسی طرح ہو رہی ہے اگر اس سال بھی زمینداروں کا خشک سالی بھی ہے بدقتی یہ ہے کہ وہ ہماری اسمبلی میں آج خشک سالی پر بحث ہو جاتی ہمارے تمام اضلاع آفت زدہ قرار دیئے جاتے۔ ہم آنے والے دنوں کے لیے کوئی منصوبہ بندی کر جاتے ہمارے مال مویشی جتنے بھی چراگا ہوں میں تھے وہ بھرت کر کے سندھ کی طرف گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرا تو یہ بھی مطالبہ ہے کہ بلوچستان کو اس خشک سالی کی وجہ سے آفت زدہ بھی قرار دیا جائے کیونکہ یہاں ایک سال سے خشک سالی بھی چلی آ رہی ہے بارشیں نہیں ہوئی ہیں ہمارے مال مویشی اس کے ساتھ دوسرا بڑا نقصان کہ ہماری تمام مصنوعات اور سال میں ہمارا ایک سینز آتا ہے ہم سارے اسال فصلوں کو پانی دیتے ہیں جب ان کو منڈی میں لے ہم جاتے ہیں تو بجائے ان سے ایک چیز کمانے کے وہاں سے ہمیں بل مل جاتا ہے کہ آپ بنام یعنی آپ اتنے قرضدار ہیں۔ آپ کے لیے تو کچھ بچا نہیں ہے لیکن الٹا آپ جو پیاز یہاں لائے ہیں ٹرک کی مزدوری وہاں جو ٹرک کا کرایہ ہے وہ بھی زمیندار کی جیب سے چلا جاتا ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اس پر ایک سخت رو لنگ دیدیں کی کشم کو بلا کمیں چیف سینکڑی کو بلا کمیں ہم ان کے ساتھ مینگ کرتے ہیں زمینداروں کی اور خاص کر فیڈرل گورنمنٹ سے جو وہاں ٹریڈ منٹری سے کسی کو بلا کمیں کیونکہ ان کو تو بھی لیکس نہیں ملتا ہے، یہ کیوں پاکستان کی ایک نہیں سینکڑوں گاڑیاں اس وقت آج بھی مجھے انہوں نے کہا کہ اسلام آباد اور لاہور کی منڈی میں تقریباً 120 سے زیادہ گاڑی پیاز کی کھڑی ہیں وہاں تو

ہماری پیاز کی کیا قیمت ہوگی ان کو پھر سب سیڈی بھی دی جاتی ہے جناب اپیکر صاحب! کھاد پر سب سیڈی ہے بجلی پر سب سیڈی ہے اور ان کی کاسٹ آف پروڈیکشن ہم سے بہت کم ہے۔ ہم صرف ایک پیاز گاتے ہیں جس کو سال میں 43 دفعہ پانی دیتے ہیں۔

جناب اپیکر: جی شکریہ ملک صاحب you thank جی ملک ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اپیکر صاحب! پہلے سال بھی اسی topic پر بات ہوئی تھی اور اس پر آپ نے میرے خیال سے رو لنگ بھی دی ہے شاید سیکرٹری صاحب کو یاد بھی ہو گا اس کی تفصیلات فیڈرل سے منگوائی جائیں۔ جناب اپیکر صاحب! یہ پہلے تین سالوں سے اسی ہاؤس میں ہر سال انہی چیزوں پر ہم بحث کرتے ہیں جب پیاز کا سیزن آتا ہے تو افغانستان سے پیاز یہاں آنا شروع ہو جاتی ہے اور جب سیب کا سیزن آتا ہے تو سیب ایران سے آنا شروع ہو جاتا ہے۔ دو سال قبل ہم اسلام آباد کے تھوڑا وفاqi وزیر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی سی ایم صاحب اور ملک نصیر صاحب موجود تھے انہوں نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جب سیب کا سیزن آجائے گا تو ایران سے سیب آن بند ہو جائے گا۔ اور یہاں جو پاکستان کے اندر بالخصوص بلوچستان کے اندر جو سیب درآمد ہو رہا ہے وہ یہاں استعمال کیا جائیگا لیکن یہ تیسرا سال ہے اس سال پھر اب سیزن آ گیا اب افغانستان سے پیاز آ رہا ہے اور ایران سے سیب آ رہا ہے جناب اپیکر! اس پر سنجیدگی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر اس طرح ایران سے سیب آ کر ادھر ہمارے لوگ جو پورا سال یہاں پانی اور بجلی نہیں ہے۔ اور یہاں پانی کا لیوں بارہ سو فٹ پر چلا گیا ہے اُسکے باوجود بھی آپ دیکھیں کریٹ مہنگا ہے، مزدوری مہنگی ہے یقین جائیئے جناب اپیکر صاحب! ایک کریٹ سیب کا جو یہاں کوئٹہ سے اسلام آباد یا لاہور کی کسی بھی منڈی میں جاتا ہے یہ کریٹ کے پیسے بھی پورے نہیں کرتا۔ پھر یقیناً یہ زمینداروں کے لئے بھی کافی پریشانی کا باعث ہے اس پر آپ رو لنگ دے دیں چیف سیکرٹری کو پابند کریں منظر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ بات کریں حکومت بات کرے تاکہ زمینداروں کا ہر سال نقصان ہوتا ہے جناب اپیکر صاحب! پہلے سال بھی اس پر کافی طویل بحث ہوئی تھی اس سال پھر زمیندار ہمارے پاس آئے ہیں مہربانی کر کے اس پر رو لنگ دے دیں۔

جناب اپیکر: جی شکریہ۔ میرے خیال پھر دفعہ بھی کشمکش اسی سلسلے میں، جی وزیر اگر بلکہ پھر صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر زراعت و کوآپریٹوو): شکریہ جناب اپیکر صاحب! حقیقت میں دوستوں نے جو پوائنٹس اٹھائے ہیں زمینداروں اور گلہ بانی کے حوالے سے۔ ہمارے تقریباً 70 سے 80 فیصد لوگوں کا داروں مدار زراعت اور لائیوشاک پر ہے۔ ہمارے یہ تین سال میں ہم نے بہت کوشش کی نصیر صاحب اس کا گواہ

ہیں کہ ہم نے کمیٹی بنائی اس میں ہمارے ڈیپارٹمنٹس کے تھے اور زمیندار ایکشن کمیٹی کے تقریباً چھ سات ممبرز آتے تھے۔ باقی ایشوز کے ساتھ ہم نے یہ ایشو بھی اٹھایا تھا کہ جو سیزن آتا ہے، ٹماڑ کا ہو، پیاز کا ہو، سیب کا ہو تو افغانستان سے اور ایران سے آنا شروع ہوتا ہے۔ اس میں ایکسپورٹ اور اپورٹ کی کوئی ایگر یمنٹ ہو گی چاہے ایران سے ہو چاہے افغانستان سے ہو لیکن اس پر ایک حد تک پابندی لگ گئی۔ لیکن ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے سمجھروں کا آتا ہے ٹیکل تو جمع ہو کے ایک ٹرک تو گزر جائے گا۔ لیکن ایک ٹرک کے بد لے پچاس ٹرک سمجھل ہو کے آتے ہیں۔ اور ایران کا مال افغانستان سے ہو کر آتا ہے۔ باقی تو ہمیں پختہ ہے کہ ہمارے بلوچستان کے زمینداروں کی کیا حالت ہے۔ کوئی پانچ دس لوگوں سے لے کے جو ہمارے بڑے زمیندار ہیں باقی تو سارے ٹڈل کلاس کے زمیندار ہیں انکی زمینداری دس ایکٹر پندرہ ایکٹر میں ایکٹر یا پچاس ایکٹر سے زیادہ نہیں ہے۔ وہ سیزن کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ کہ جی ہماری کاشت جو اگلے سال پہنچ جائے گی تو ہم اپنوں کا روزگار سے اپنے پیٹ کے لئے جو کمائی کریں گے۔ لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ کبھی بارش ہو جاتی ہے کبھی موسم خراب ہوتا ہے کبھی وہاں سے آنا شروع ہوتا ہے۔ لیکن وہ تو اللہ کی طرف سے لیکن یہاں جو یہ ہو رہا ہے سر! حقیقت میں یہ بہت ناجائز ہو رہا ہے ہمارے زمیندار کے ساتھ۔ آپ اگر رونگ دیں گے تو ہم لوگ اس کے پابند ہوں گے کہ جو منسری آف سیکورٹی جو اسلام آباد میں بیٹھی ہوئی ہے یا جو کامرس کی منسری ہے جو یہ ایکسپورٹ اور اپورٹ کے لائنس دیتی ہے اس پر پابندی ہوئی چاہیے۔ ہم نے ایک تجویز دی کہ چلو ہمارا اگر یہاں سیب کا سیزن شروع ہوتا ہے تو سیب کا سیزن تین مہینے ہوتا ہے وہاں اگر اسٹور کا مال آتا ہے تو کم از کم یہ تین مہینے کے سیزن میں باہر سے اپورٹ نہ کیا جائے۔ پیاز ہو، ٹماڑ ہو ہمارے زمینداروں کو موقع دیا جائے کہ وہ پاکستان کے لیوں پر ہم تو باہر ایکسپورٹ نہیں کر سکتے ہم تو کراچی اور لاہور تک پہنچا سکتے ہیں۔ وہاں تک ان کی کوئی اچھی کمائی ہو ان کو پیے ملیں لیکن نہیں بارڈ رجسٹر جو اس میں کوئی خاطر خواہ سیکورٹی نہیں ہوئی وہاں سے کیسے آتے ہیں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور اگر ایکسپورٹ اور اپورٹ کا لائنس دیتے ہیں یہ اس سے بھی بڑا مسئلہ ہے۔ یہ تو بالکل صحیح فرمارہا ہے کہ اس طریقے سے ہمارے زمینداروں کا استھان ہو رہا ہے ہمارے جو حالات ہیں بلوچستان میں ہمارے پاس زمین بہت پڑی ہوئی ہے لیکن ہم نے ان کو آباد نہیں کیا فیڈرل گورنمنٹ ان کے ساتھ ہماری بلوچستان حکومت کے ساتھ جو بھی ہو ان کے ساتھ تعاون کریں۔ ہم کوئی اچھے سے packages دے دیں کسان کا رو دے دیں۔ وہ بھی نہیں کر رہے ہیں۔ تو پھر باہر سے کیوں مکوار ہے ہیں۔ مکوانا ہے پنجاب اور سندھ ہمارے اپنے گزارا تو ہم کر سکتے ہیں بلوچستان کا کوئی ایک میل بے کوئی میں بھی سپلائی دے سکتا ہے وہ بھی دے سکتا ہے وہ

دے سکتا ہے ہماری ایک کروڑ آبادی ہے۔ پاپلیشن تو بلوچستان سے باہر پڑی ہوئی ہے۔ ہمارے کچھ روزگار ادھر سے ملتا ہے وہ بھی یہ لوگ بند کر دیتے ہیں فیڈرل گورنمنٹ ایران کو چھوڑ دیتی ہے افغانستان کو چھوڑ دیتی ہے اس پر پابندی ہوئی چاہیے لائنس نہیں ہونے چاہئیں۔ اور اسمگنگ ہوتی ہے یہ ان اداروں کو پابند کرنا چاہیے کہ جو ہوان کوختی سے کہ کوئی بھی ٹرک کوئی بھی کریٹ نہ افغانستان سے آئے نہ ایران سے، جہاں سے بھی آتا ہے اس پر پابندی ہوئی چاہیے۔

جناب اسپیکر: رولنگ کے بعد شاء بلوج صاحب کو فلور دیں گے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! یہ سب اور یہ پیاز ایکسپورٹ کرتے ہیں، یہ ایک مختصر لابی بنی ہوئی ہے۔ اور ان کے ساتھ ایف بی آر کے لوگ اور کشمکش کے لوگ جیسا کہ ملک صاحب نے اشارہ دیا ہے اگر یہ ایک گاڑی کا ٹیکس دیتے ہیں تو دس گاڑی فری میں چھڑواتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ باقاعدہ ایک مافیا ہے اور یہ اتنا مضبوط مافیا ہے کہ یہ ہر سال اس ہاؤس میں اس پڑبیٹ ہوتی ہے اور رولنگ ہوتی ہے حکومت پابند کرتی ہے لیکن اُس کے باوجود بھی ایف بی آر ان لوگوں کے شکنے میں نہیں آتا پھر بھی یہ لوگ ایران سے سب لے کے آتے ہیں۔ اب آٹھ، دس آدمی جو یہ کام کر رہے ہیں ان کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کے روزگار متاثر ہو رہے ہیں۔ یا تو جو لوگ یہاں کاشکاری کرتے ہیں سب، انگور یادوسری چیزیں ان کیلئے حکومت تباadal کوئی بندوبست کرے یا تو ان کو بالکل پابند کیا جائے جناب اسپیکر صاحب! آپ strong ruling دیں تاکہ یہ سب اور پیاز کم از کم نہیں آئیں جب ہمارا سب تیار ہو۔۔۔

جناب اسپیکر: بہت اہم ایشوکی طرف آپ نے ہاؤس کی توجہ دلائی ہے۔ واقعی بہت اہم ہے پورے بلوچستان میں، پورے پاکستان میں ایک ایگر یکچھ ہمارے اُس طرح ہے نہیں جو باقی صوبوں میں وہاں کے لوگوں کو سپورٹ ہوتا ہے۔ یہاں ہمارے خود زمیندار ان چیزوں میں آتے ہیں اپنی مدد آپ کے تحت آگے بڑھتے ہیں اور محنت کرتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب! آپ ایسا کریں ایک concerned تو لوگوں کو فوڈ سیکیورٹی ایف بی آر کے نمائندوں کو ایک بریفلگ ٹائم دے کے اور ساتھ ساتھ ان سے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ کبھی بھی اس طرح کوئی decision لیتے ہیں کسی کو آپ اجازت دیتے ہیں پہلے صوبوں سے ضرور اربط کریں کہ ان کی فصل آئی ہوئی ہے اگر وہاں سے چیزیں آجاتی ہیں اور ہمارے زمیندار کی چیزوں کی قیمت ان کو اُس طرح نہیں ملتی تو پھر ہمارے لوگ تو بتاہ ہو جائیں گے۔ ہمارے پاس ذرائع معاش اور ہیں نہیں یہی جو تھوڑے بہت ہمارے فروٹ ہیں پیاز کی

فصل ہے تو اس طرح کے decision یعنی سے جو ایک صوبے کو آپ لوگ بالکل ناں شہینہ کا محتاج کر دیتے ہیں تو اس سے چیزیں خراب ہو جاتی ہیں تو اس طرح کی چیزوں سے گریز کیا جائے اور ان کو ہمارے ممبروں کو ایک بریفنگ کیلئے ٹائم دے کے بُلا لیں۔

جناب اپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھنجران (وزیر خوراک و بہبود آبادی): فوڈ سیکورٹی کا کوئی ایڈواائز رہے، پرائم منٹر کا چیمہ صاحب تو مجھے انہوں نے invitation بھیجی ہوئی ہے کہ کل سی ایم سیکرٹریٹ میں دس بجے آئیں۔ کوئی یہ کرنا چاہتا ہے میں تو نہیں جاؤں گا آپ لوگ اگر کوئی۔۔۔ (مداخلت) اصل میں مجھے جمعہ نماز کسی اور مسجد میں آفر ہوئی ہے تو میں وہاں نماز جمعہ پڑھنے جاؤں گا۔۔۔ (مداخلت)

جناب اپیکر: جمعہ کو سردار صاحب گھر سے نہیں نکلتے ہیں آپ اپوزیشن ہیں آپ نہیں جائیں ہمارا تو گورنمنٹ ہے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر خوراک و بہبود آبادی: یہ آپ لوگوں کی خوش نہیں ہے ہمارے پارلیمانی لیڈر سی ایم صاحب بھی اُدھر ہیں، ہمارا گھر ہے لیکن جو بڑی نئی مسجد بنی ہے وہ بہت خوبصورت ہے تو ہم کل کی جمعہ نماز اُدھر پڑھیں گے انشاء اللہ۔ جناب اپیکر! یہ کر لیں، کل وہ دس بجے آرہے ہیں تو انہوں نے invitation بھیجی ہوئی ہے ان کا کوئی ڈیلیکیشن آرہی ہے منٹر چیمہ صاحب ہیں کل کوئی میٹنگ ہے فوڈ سیکورٹی کی اپوزیشن والوں سے بھی کچھ بھجوادیں تاکہ ان کو صحیح بریف کر دیں۔

وزیر راععت کوآ پریزو: جناب اپیکر! میں بول گیا تھا یہ کل 11 بجے آرہے ہیں میری ان کے ساتھ میٹنگ ہے۔ تو حاجی صاحب! آپ اپنی اپوزیشن کی طرف سے ہیں ہماری طرف سے کوئی آٹھ، دس ممبر ز آ جائیں۔

جناب اپیکر: یا ایسے کریں کہ اُدھر میٹنگ کرنے کے بعد اُدھر اسمبلی میں۔۔۔

وزیر راععت کوآ پریزو: فوڈ سیکورٹی کا جو ممبر ہے جو ایڈواائز ہے وہ کل آرہے ہیں ٹائم مجھ سے ماٹگا تھا تو 11 بجے ہماری میٹنگ ہے تو آکے ان کے سامنے یہ issue کیلئے بات کر لیں ہماری کمیٹی روم ہے۔۔۔ نہیں نہیں میرا اپنا ٹائم ہے۔ دیکھیں ہمارا اپنا ٹائم ہے منٹر ایگر لیکچر سے ٹائم مانگا ہے آپ کمیٹی روم میں وہاں ہماری میٹنگ ہوگی۔

جناب اپیکر: جی شکر یہ منٹر ایگر لیکچر۔

جناب اسپیکر: حج شناع بلوچ۔

جناب شناع اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! میں point of public importance پر ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا۔ میرے خیال میں پورے پاکستان لیکن بالخصوص بلوچستان کے عوام کی جیبوں پر شب خون مارنے کے مترادف ہے۔ یہ بہت systematic ڈاک ہے۔ وہ یہ ہے کہ جناب والا! پیٹروں اور ڈیزیل کی قیمتوں میں رات گئے پانچ روپے کا اضافہ کر دیا گیا۔ کہنے کو تو ایک لیٹر میں پانچ روپے کا اضافہ ہے۔ لیکن اس کو اگر آپ اس غریب صوبے کے عوام کے اوپر بوجھ محسین۔ تو میرے خیال میں آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ کروڑوں اور اربوں روپے مہانہ غریبوں کی جیبوں سے نکالنے کی ایک بہت بڑی سازش ہے۔ بلوچستان ویسے ہی غریب الحال صوبہ ہے۔ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے بہت پھیلا ہوا ہے۔ جب تیل کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو بلوچستان کا ایک غریب آدمی ویسے بھی بلوچستان میں غربت 86% سے زیادہ ہے۔ 86 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ تو جناب والا! اس کا براہ راست اثر تجارت پر پڑتا ہے۔ اس وقت جب ہماری سرحدوں پر تیل کا کاروبار بند کر دیا گیا ہے۔ جب fencing ہوئی تو اس وقت دس ہزار کے قریب گاڑیاں جوڑک ہیں پرانے ٹرک۔ وہ اس وقت بیکار کھڑے ہوئے ہیں۔ لوگ ویسے ہی نان شبینہ کے محتاج ہو گئے ہیں۔ ہماری سرحدوں سے جب تجارت بند ہو گئی تیل کی قیمتیں بڑھیں۔ زراعت کے شعبے میں تیل کا استعمال ہوتا ہے ٹریکٹر کے لئے، گاڑیوں کے لئے، لوکل ٹرانسپورٹ کے لئے فصلوں کیلئے۔ سکول کے لئے بچوں کا آنا جانا، اور تعلیم کی مدد میں بھی ٹرانسپورٹ کا استعمال ہوتا ہے۔ جب پیٹروں اور تیل کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو اس کا کسی غریب صوبے کے شہریوں کی تمام زندگی پر اثر پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں وفاقی حکومت جب اس طرح یہ تیل کی قیمتیں بڑھاتی ہے بحیثیت وفاقی وحدت یہاں کے چیف منسٹر کو چاہیے تھا کہ وہ ایک لیٹر لکھتا کہ یہ بوجھ شاید کوئی اور صوبے کے شہری برداشت کر سکتے ہیں لیکن تباہ حال زراعت جس کے قصے بھی آپ سن رہے ہیں یہ زراعت کے جو سیب کی فصلیں ہیں یہ جو ہماری تجارت ہے یہ ہمارے تیل پر ہی ہوتی ہے۔ ماہی گیروں کے لئے تیل بند کر دیا گیا ہے۔ توجہ پاکستانی تیل اور ڈیزیل کا استعمال ہو گا تو ہمارے لوگ اور بھی بھوک اور پیاس کا شکار ہونگے۔ لہذا جناب والا! جو (اوگرا) آئل اینڈ گیس ریگولیریٹی اخراجی نے ایک روپے اضافے کی بات کی تھی حکومت نے پانچ روپے بڑھادی۔ تو اس اسمبلی کے توسط سے میرے خیال میں اگر سب اس بات پر متفق ہوں کہ تیل کی قیمتوں میں اضافہ وہ ایک وفاقی وحدت بلوچستان پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ لہذا ایک نیا میکنر مبننا چاہیے نئی پالیسی بنی چائیے، دور دراز علاقوں پر مشتمل علاقوں کے لئے تیل کی الگ قیمتیں ہوئیں

چاہئیں۔ کیونکہ پاکستان میں یکساں قیمت تب ہی ہو سکتی ہے جب لوگوں کا معیار زندگی یکساں ہو۔ پاکستان میں معیار زندگی یکساں نہیں ہے۔ کچھ لوگ مہینے کے دوسرے چار لاکھ روپے کماتے ہیں کچھ لوگ دو ہزار روپے بھی نہیں کام سکتے۔ جب تیل کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو معاشرے میں عدم مساوات بڑھتا ہے۔ اور یہ آئینا اور قانون اس چیز کی اجازت نہیں دیتا۔ لہذا ہم سمجھتے ہیں کہ وفاقی حکومت نے جو فیصلہ کیا ہے اس کو فی الفور واپس لیا جائے اور بلوچستان کے لئے بالخصوص جب سرحدات بند کی گئی ہیں یا تجارت بند ہے۔ ہماری زراعت تباہ ہے تو بلوچستان میں کم از کم تیل کے حوالے سے قبیل مختلف ہونی چاہئیں۔ ایک اہم موضوع کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں آج patient safety day یعنی مریضوں کے تحفظ کا عالمی دن ہے۔ اور بلوچستان کی بدقتی یہ ہے کہ مریضوں کے حالات گزشتہ چالیس، پچاس سالوں سے تواتر تھے لیکن اس گورنمنٹ نے جو تین سالوں سے وزارت صحت کا شعبہ وزیر اعلیٰ کے پاس ہے، ایک ایس ڈی نے کوئی ڈیڑھ، دو سال سے ادویات کی پرچیزگی نہیں کی ہے۔ کہتا ہے کہ جی patient safety - patient safety دو رکی بات ہے آپ کے ہسپتال میں کوئی ایک سہولت بھی پورے بلوچستان میں نہیں ہے۔ کینسر کے بارہ ہزار مریض بلوچستان میں سالانہ انتقال کرتے ہیں روزانہ ہم اخباروں میں دیکھتے ہیں۔ بلوچستان کے کسی بھی ہسپتال میں جائیں۔ ابھی ہمیں بریفنگ presentation، دی گئی کہ بلوچستان میں شرح اموات زچگی و پچگی کے حوالے سے ایک لاکھ میں سے تقریباً ایک ہزار کے قریب ماہیں زچگی کے دوران وہ فوت ہو جاتی ہیں اسی طرح پورے بلوچستان میں ایک سرکاری لیبارٹری نہیں ہے جہاں غریب آدمی جا کے اپنا ٹیسٹ کرو سکیں۔ پرانیویٹ لیبارٹریوں میں 15 سے 20 ہزار، 30 ہزار روپے کے ٹیسٹ ہوتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس patient safety day کے حوالے سے وزیر اعلیٰ نے دو تین سال سے صحت کا شعبہ اپنے پاس رکھا ہوا ہے بلوچستان میں تمام شعبے تباہ ہو گئے ہیں۔ کم از کم صحت کے شعبہ پر تورم کرتے۔ اتنی مرکزیت انہوں نے صحت کے شعبے میں بتادی جس سے صحت کا شعبہ مسلسل تباہی کا شکار ہوا۔ یہ کچھ ڈیٹا میرے پاس ہے جس میں مریض کا ہے ہسپتالوں کا ہے ادویات کی فراہمی کا ہے جس میں چھوٹے چھوٹے امراض کے باعث بلوچستان میں اموات کا ہے لیکن وقت کی کمی ہے میں پیش کرنا نہیں چاہتا۔ انشاء اللہ ایک دو دن کے بعد ایک اہم اجلاس ہونے والا ہے اسے میں ہم اس کو پیش کریں گے۔ شکریہ جناب۔

جناب اپیکر: شکریہ شناء بلوچ صاحب۔ جی حمل صاحب۔

میر حمل گفتی: شکریہ جناب اپیکر۔ ایک انتہائی اہم issue پچھلے آٹھ نو میں سے گودار میں چل رہا ہے آپ سب کے knowledge میں ہے کہ گودار میں ڈیم خشک ہونے کی وجہ سے پانی ختم ہو گیا ہے لیکن گودار

سٹی کو شادی کو راہ سے connect کر دیا گیا ہے لیکن گوادر کے بہت سے ایسے ایریا زیں جو اکھڑا ڈیم سے connect ہیں کیونکہ پچھلے دونوں بارشیں ہوئیں ایک قدرہ پانی بھی نہیں آیا۔ اُس کی وجہ سے جیونی، پشکان، گن، پلیری اور کلاچ کا کاچھا ایریا جہاں پائپ لائن بھی نہیں ہے۔ وہاں اس وقت یہ نوبت آئی ہے کہ آٹھ مہینے سے ہم لوگوں کو پانی نہیں دے رہے ہیں جبکہ حکومت وقت کی ذمہ داری بتتی ہے۔ پہلے بھی پانی ختم ہوتا رہا، اور ابھی چند مہینے پہلے میں نے مجبور ہو کر ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہاں میں نے case file جیونی کے حوالے سے پشکان، اُس ایریا میں کہ وہاں کی پائپ لائن تبدیل کی جائے کیونکہ وہاں کی پائپ لائن تین سال جب ڈیم میں پانی نہیں تھا کچھ سال پہلے تو وہ پائپ لائن بالکل چوک ہو گئی اور وہاں کی پاپلیشن بھی بڑھ گئی ہے۔ اب 5 میسیٰ کو کورٹ کا فیصلہ آیا ہے اور گورنمنٹ نے لکھ بھی دیا تھا کہ موجودہ پی ایس ڈی پی میں یہ اسکیم ڈالی جائیگی۔ ابھی تک لوگ سراپا احتجاج ہیں کل بھی جیونی، پشکان، گن کے لوگوں نے ریلیاں نکالیں، روز وہاں ہڑتا لیں ہو رہی ہیں۔ خدارا! لوگوں پر ترس کھایا جائے۔ میرے خیال سے، روڈ زبانے سے ضروری ہے کہ ہم لوگوں کو پانی دے دیں۔ روڈیں تو پی ایس ڈی پی میں ویسے ڈالی ہوئی ہیں۔ اسٹیڈیم بھی ڈالے ہوئے ہیں اور بھی چیزیں کیمونٹی سینٹر ڈالیں ہوئے ہیں لیکن پانی کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں بارہا اس اسمبلی میں آواز اٹھاتا رہا ہوں kindly آپ رولنگ دے دیں کہ فوری طور پر جیونی کے لوگوں کی اسکیم کو منظور کیا جائے۔ میں کل بھی ACS کے پاس گیا اُنہوں نے کہا کہ سسری چیف منسٹر کو move کی ہے جلد اُس کی approval آجائیگی۔ دوسرا ایشو ہے جناب اسپیکر! پانی سارا وہاں pumping station جتنے بھی ہیں گوادر، پسمنی، اور ماڑا اور دوسرا کلاچ کے ایریا میں ابھی تک پائپ لائن شادی کو ڈیم میں زیادہ پانی موجود ہے لیکن وہاں 28 سے 30 گاؤں ہیں جہاں کی پاپلیشن thousand 65 ہے۔ وہاں کے لئے بھی آپ رولنگ دیں کہ اُن کو بھی شادی کو رے connect کیا جائے۔ یہ سارا بجلی کا نظام ہے بجلی سے چلتا ہے۔ بجلی کا نظام سارے بجلی سے چلتا ہے کمران کی بجلی کی یہ حالت ہیں رات کو وہاں بجلی ہے دن کو نہیں جبکہ فیدرل گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہمارے پاس آفر مقدر میں بجلی موجود ہے ہم ایران سے بجلی لے رہے ہیں ہم ایران سے connect ہیں۔ کمران کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے وہی کمران جہاں 24 گھنٹے بجلی ہوتی تھی آج وہ نوبت یہاں تک پہنچ ہے کہ اُس کمران میں کبھی 6 دن بجلی نہیں ہے کبھی 15 دن بجلی نہیں ہے۔ صرف رات کے وقت صرف 6 گھنٹے بجلی ہے تو کیسکو کو پابند کریں کہ ایرانی حکومت سے بات کریں جن سے بھی بات کرنی نہیں سننے میں آیا ہے کہ ایرانی حکومت کئی سال سے جب سے بجلی دے رہی ہے اُن کی ابھی تک پیغمبنت نہیں ہوئی ہے۔ تو اُس کی

payment کی جائے ہم ان سے باقاعدہ بل لیتے ہیں ہم ان سے باقاعدہ ایران ہم سے ساڑھے چھروپے میں یونٹ دیتا ہے ان کو ہم 20 سے 22 روپے یونٹ pay کر رہے ہیں، جب سب سے profitable وقت جو بھلی آ رہی ہے، فیڈرل گورنمنٹ کو ایران سے آ رہی ہے۔ per-unit پر ان کو کوئی 15 روپے ہو رہے ہیں خدارا! اس پر ایکشن لیا جائے۔ اسی طرح illegal fishing issue کا ہے save ماہی گیروں کا۔ پہلے ہم روتے تھے کہ سندھ سے ٹرال آ رہے ہیں، سندھ سے ٹرال آ رہے ہیں۔ اب تو فیڈرل گورنمنٹ نے چائیز ٹرالروں کو permission وہاں دی ہوئی ہے۔ ماہی گیر روز سمندر جاتے ہیں ڈیزیل جلا کے والپس آتے ہیں ان کو دوچھلی بھی نہیں ملتی۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ گواہ میں سارے کیونکہ گواہ کی لوکل انڈسٹری ہیں، وہ fish processing plant سے چلتی ہیں۔ فش انڈسٹری ہے، وہ سارے بند ہو رہی ہیں اور مچھلی نہیں ہے۔ تو اس پر فشریز ڈیپارٹمنٹ کو bound کریں کہ خدارا! لوگوں کے روزگار کو ختم نہ کرے۔ illegal-fishings اُس پر پابندی لگائی کیونکہ اس میں ساری گورنمنٹ involved ہے اور وہاں فشریز ڈیپارٹمنٹ کی تونوبت یہاں تک آئی ہے فشریز گورنمنٹ نے وہاں ماہی گیروں کو boat لے کے دیں گے۔ وہی boat جو 18 لاکھ جس کی قیمت ہے گورنمنٹ نے 54 لاکھ میں اُسکا ٹھیکہ کسی کو دے دیا۔ boat کا ٹھیکہ کنسٹرکشن کمپنی والے کو دے دیا اور کیس نیب میں ہے جس میں سننے میں آیا ہے کہ اُس میں چیف منستر صاحب directly involved ہیں خود۔ اور جن لوگوں نے فشریز والوں نے statement بھی دی ہے کہ یہ سارے ٹھیکے ساری چیزیں چیف منستر کے کہنے پر ہم نے دیئے ہیں۔ یہ ماہی گیروں کا پیسہ ہے ان کے لئے رکھا گیا ہے ایک boat جو ہے 18 لاکھ روپے کی ہے اُس کو 54 لاکھ روپے میں کیوں پر چیز کر رہے ہیں صاف ظاہر ہے کہ اس پر کرپشن ہو رہی ہے نیب والے بھی اس پر ایکشن لے لیں۔ شکریہ۔

(اس مرحلہ پر سردار بار برموی خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدرات سنپھال لی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یونس عزیز زہری صاحب آپ اپنا سوال نمبر 263 دریافت فرمائیں۔

میر یونس عزیز زہری: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ایک تو جواب موصول بھی نہیں ہوا ہے اور منستر صاحب بھی نہیں ہیں تو اس میں گزارش یہ ہے کہ آپ یہ دیکھیں یہ لکھا ہے کہ نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 31 دسمبر 2019ء ہے تو 2019ء سے آج تک جو ہے ناں اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ مجھے جو خدشات ہیں یہ لوگ اس کا جواب دینا نہیں چاہ رہے ہیں کہ انہوں نے اس پر بڑے fraud fudge ہوئے ہیں۔ اس کا جواب

نہیں دینا چاہتے۔ 2019ء میں، 2020ء گیا 2021ء ہو گیا تقریباً ڈبھ سال اس میں گزر گئے ڈبھ سال تک ایک ڈبھارٹمنٹ نالائق ڈبھارٹمنٹ اگر ایک جواب موصلات والے نہیں دے سکتے ہیں تو میرے خیال میں ادھر منشہ صاحب کو بھی سیٹ پر نہیں بیٹھنا چاہیے اور باقی حکومت کا اگر حال یہ ہے کہ ڈبھ دوسال سے اگر ایک سوال جو میں نے دیا ہے اس کا جواب نہیں دے سکتے تو پھر ہم کس سے پوچھیں گے جناب اسپیکر! آپ ایک رولنگ دے دیں، نہ وزیر صاحب ہیں، اگر وزیر صاحب آجاتے تو سوال کا جواب ڈبھ سال سے ایک جواب نہیں دے سکتا ہے۔ سیکرٹری موصلات کو آپ نوٹس جاری کریں کیسے ہو رہا ہے کیوں نہیں دے رہا ہے اس کا جواب۔

جناب ڈبھ اسپیکر: جی۔

جناب خلیل جارج بھٹو (پارلیمانی سیکرٹری مذہبی امور): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اگر مناسب سمجھیں تو منشہ صاحب ایک ضروری فاتحہ پر گئے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک دو گھنٹے میں آ جاؤں گا۔ اگر یہ مجھ سے جواب مانگتے ہیں۔

جناب ڈبھ اسپیکر: نہیں ابھی تو فاتحہ پر گئے ہوں گے تین مہینوں سے جو ہے۔۔۔ (مدخلت) **پارلیمانی سیکرٹری صاحب!** یا بھی فاتحہ پر گئے ہوں گے ڈبھ سال سے جو ہے جوابات کس طرح یلوگ جو ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری اقلیتی امور: وہ کہہ رہے تھے ”کہ دو گھنٹے میں آ جاتا ہوں میں ان سب کا جواب دے دیتا ہوں“۔

جناب ڈبھ اسپیکر: نہیں اسمبلی کی کارروائی دو گھنٹے کے لئے تو ہم منشہ کیلئے روک دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری اقلیتی امور: سر! اگر یہ کہتے ہیں تو میں جواب دے دیتا ہوں

میر پوس عزیز زہری: آپ کیا جواب دے دیں گے یہ بالکل جواب نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اقلیتی امور: میں وہ جواب دوں گا جو ڈبھارٹمنٹ نے دیا ہے۔

جناب ڈبھ اسپیکر: نہیں اس کا تو جواب موصول ہی نہیں ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری اقلیتی امور: سر! یہ ڈبھارٹمنٹ نے کہا کیونکہ بلڈنگ اور روڈ الگ ہوئے تھے، جس کی وجہ سے ڈبھارٹمنٹ میں فائدوں کا کچھ ادھر چل گئیں کچھ ادھر، اگلے سیشن میں انہوں نے ہمیں ensure کروا یا

سے کہ ہم اس کا جواب آپ کو دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ جو ہیں باہر نکل کر منظر صاحب فون کریں کہ آپ کے جوابات ہیں آپ فوراً کوشش کریں کہ جلد سے جلد پہنچ کر اسکے جوابات دیں۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: منظر صاحب! آتے ہیں وہ اس کا جواب دے دیتے ہیں ڈیڑھ سال سے pending میں پڑے ہوئے ہیں۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! ان کو سنجالیں کہ بار بار اٹھ کے خوانواہ میں۔ جناب اسپیکر! اگر پارٹیشن ہوئی ہے یہ میں نے درکشاپ کا سوال کیا ہے آپ ذرا سوال تو پڑھ لیں ناں آپ سوال تو پڑھ لیں پھر اس کے بعد بات کریں۔ ورنہ ہمارے سوالات میں برائے مہربانی مداخلت نہیں کریں۔ جناب اسپیکر آپ ان کو کہہ دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں نے رو لنگ دے دی ہے۔

میریونس عزیز زہری: اس طرح کے سوالات میں الجھن پیدا نہ کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: خلیل جارج صاحب! آپ فوراً ان سے رابط کریں۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! اگر نہیں آئیں گے تو کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ڈیڑھ سال سے انکے جوابات نہیں ہیں۔

میریونس عزیز زہری: اگر نہیں آئیں گے منظر صاحب تو اس کا کیا ہو گا آپ اس پر کوئی رو لنگ تو دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو وہ بول رہے ہیں کہ وہ اسمبلی آر ہے ہیں۔

میریونس عزیز زہری: اگر نہیں آئے تو نہیں آئے گا وہ آپ سیکرٹری مواصلات کو لکھ دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسکے جوابات اگر جلد سے جلد اسمبلی سیکرٹریٹ کو مہینیں کیئے گئے تو انکے خلاف جو ہے موشن لایا جائے گا۔ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے ان جوابات کا۔

میریونس عزیز زہری: شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جن کے جوابات مل گئے ہیں ان سے آپ لوگ مطمئن ہیں، جن سوالات کے جوابات مل گئے ہیں کچھ کے تمل گئے ہیں ٹیبل کر دیئے گئے ہیں۔

میرزا بدلی ریکی: اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا ہے سوال نمبر 310 اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا ہے

جناب اسپیکر صاحب! میرے دو سوالات ہیں، وہ بھی نہیں آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لی اینڈ آر کے سارے سوالات ڈیلفر کئے جاتے ہیں۔ منظر صاحب آئیں تو وہ خود جواب

دیں کے اگر نہیں آئیں تو جلد سے جلد جو ہے ملکہ کو ہدایت دی جاتی ہے۔

میرزا بعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب یہ بار بار ڈیلفر کرنے کا یہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں تو میں نے رولنگ دے دی ہے اتنے خلاف جو ہے پھر تحریک استحقاق لایا جائے۔

میرزا بعلی ریکی: آپ رولنگ دے دیں جو ہم Question کرتے ہیں ہمارے Answer وہ جا کے دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا تو آج سوال ہی نہیں ہے پھر آپ کیوں کھڑے ہیں۔

میرزا بعلی ریکی: ہے جناب اسپیکر صاحب یہ دیکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچھا آپ کے ہیں صحیح ہے۔ وہ نہیں ہیں ان کا جواب آگیا ہے اس کے سوال کو dispose off کیا جاتا ہے، باقی سارے سوالات ڈیلفر کیئے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین : 21 نومبر 2020ء کو وہی ڈیپارٹمنٹ ہے وہی جو یونس جان کا کہ ڈیپارٹمنٹ ہے وہ کر رہے تھے وہی مواصلات same وہی ہے اس کو بھی کم از کم ۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں دیکھیں میں نے رولنگ دی ہے اگر ملکہ ابھی بھی ہمیں جوابات نہیں بھیجتے ہیں تو ان کے خلاف privilege motion آجائے گا۔

میر اندر حسین لاغو: جناب اسپیکر دیکھیں جناب اسپیکر ابھی جیسے خلیل صاحب نے کہا کہ ڈیپارٹمنٹ جو ہے علیحدہ ہو گئے اس میں ڈویژن آگئے ہیں روڈ الگ ہو گئے بلڈنگ الگ ہو گئے۔ جناب والا اس کو دو تین مہینے ہوئے ہیں جو یہ کارروائی عمل میں لائی گئی ہے دو سیکریٹریز کر دیئے ہیں اس سے پہلے تو ڈیپارٹمنٹ ایک تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک نصیر احمد شاہو اونی، آپ سوال نمبر 439 دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہو اونی، رکن اسمبلی: موصول ہونے کی تاریخ 12 اپریل 2021ء

کیا وزیر ماحولیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

ملکہ ماحولیات میں موجود گاڑیوں کی کل تعداد کس قدر ہے اور یہ کن کن کے زیر استعمال ہیں نیز گزشتہ دو سالوں کے دوران ان گاڑیوں کی فیول اور مرمت پر آمدہ اخراجات کی گاڑی و تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر ماحولیات: جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک نصیر صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

ملک نصیر احمد شاہو اونی: جی مٹھا خان کا کڑ صاحب۔ اس سے تو میں ویسے ہی مطمئن نہیں ہوں اس کے سوال

سے تو پھر جناب اسپیکر صاحب! اس میں ایک چھوٹی سی گاڑی ہے وہ آٹو کار ہے اس پر میرے خیال میں انہوں نے جس کی اپنی قیمت بمشکل دو لاکھ ہوتی ہے اس نے اس پر بھی یہ سوزوکی اس پر انہوں نے خرچ کیئے ہیں اس پر ایک لاکھ روپے سے زیادہ خرچ کیئے ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک سال میں جب ایک آٹو گاڑی پر اتنی بڑی خطیر رقم خرچ کی ہے تو کیوں نہ دوسال میں پھر آپ ایک نئی گاڑی خرید لیں اتنی بڑی رقم خرچ کرنے سے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ماحولیات کی گاڑی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: ہاں اس میں چار پانچ گاڑیاں ایسی ہیں جس پر خطیر رقم خرچ کی گئی ہے تو میں اسلئے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسکی وجہ کیا ہے۔

جناب مٹھاخان کا کڑ (وزیر برائے جنگلات و ماحولیات): آواز نہیں آرہی ہے بلکہ آن کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ ادھر جواب دیں مٹھاخان کا کڑ صاحب اسپیکر کو جواب دیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: جناب اسپیکر صاحب یہ وزارت کی تجوہ تو بڑے مزے سے لیتا ہے ابھی اس کو کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے پتہ نہیں یہ کاغذات کس طرح دستخط کرے گا یہ وزارت کیسے چلائے گا۔

وزیر برائے جنگلات و ماحولیات: تو خرچ تو ڈیزیل مہنگا ہے آپ کو پتہ ہے آئے گا۔

میرزاد علی ریکی: میرا منی سوال ہے ان کو کہہ دیں جواب صحیح طرح دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھاخان کا کڑ صاحب آپ جواب دے دیں۔

وزیر برائے جنگلات و ماحولیات: جواب میں نے بالکل صحیح دے دیا ہے گاڑی چل رہی ہے پتیوں بالکل جلائے گی۔ ایسی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں خرچ اتنا تازیہ کیسے آیا؟

وزیر برائے جنگلات و ماحولیات: نہیں زیادہ نہیں آیا ہے، کیا زیادہ ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔ مہنگائی کا دور ہے اتنا خرچ ہونا چاہیے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: جناب اسپیکر صاحب! مٹھاخان مجھے بے حد پیارا ہے، لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس کو وزارت دی ہے اس کو مبارک ہو جواب سے اس کا میں مطمئن نہیں ہوں۔

وزیر برائے جنگلات و ماحولیات: مطمئن ہو جائیں اگر کوئی کمی ہے تو وہ پوری ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلو یہ سوال نہیں دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رخصت کی درخواستیں

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواست پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت ہونے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سید عزیز اللہ آغا صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت ہونے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مکھی شام لعل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت ہونے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ٹالمس جانسن صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت ہونے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 123 پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر! قرارداد نمبر 123۔ ہرگاہ کہ صوبے کے اہم سیاحتی مرکز زیارت، ہمنہ اڑک، ہربوئی، ٹوب کی ترقی کے لیے اور بالخصوص مذکورہ سیاحتی علاقوں میں درختوں کی کثائی اور دیگر اقدامات کی وجہ سے سیاحتی علاقے ویران ہوتے جاری ہیں۔

الہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ان سیاحتی علاقوں کے لیے خصوصی پیغام دینے کے لیے فوری اقدامات کو اٹھانے کو یقینی بنائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد پیش ہوئی اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یقیناً جنگلات اور جنگلی حیات دُنیا کے تمام ملکوں میں، تمام علاقوں میں اور ہر زمین کی خوبصورتی کے لیے اور پھر ماحولیات کے لیے اور پھر یہ کہ بارش کے لئے موسمی حالات

کے لیے جنگلات کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح بہت ساری ہماری چراگا ہیں تھیں جنگلات تھے۔ اب وہ آہستہ آہستہ ختم ہوتے جا رہے ہیں، زیارت کا juniper جسے اردو میں صنوبر کہتے ہیں اور پشتو زبان میں اس درخت کو ”اویشنا“ کہتے ہیں۔ اور یہ صنوبر کے جنگلات ایک سال میں ایک سینٹی میٹر اس کی بڑھائی ہوتی ہے۔ لیکن اس صنوبر کے جنگل کو آج یا پھر ہر بوئی میں یہ جنگل ہے یا پھر دیگر علاقوں میں ژوب میں، بہت سارے شینے کے درخت ہیں، چلغوزے کے درخت ہیں تو بہ کا کٹری میں، تو بہ اچکزئی میں، اسی طرح شیرانی کے علاقے میں، موئی خیل کے علاقے میں اب آہستہ آہستہ ان جنگلات کو کاتا جا رہا ہے، یہاں کوئی نہ زدیک جنگل پیر علی زئی بہت بڑا جنگل تھا یہ تمام سینکڑوں ایکڑز میں جنگل پیر علی زئی کی مکمل جنگلات کی ملکیت تھی۔ اب وہ زمین غائب ہو گئی جنگلات کا ٹھیک گئے، آبادی بڑھتی گئی اور جنگلات کے کامنے سے ماحولیات پر اتنا اثر ہوا کہ وہ بارشیں جن علاقوں میں مون سون کی بارشیں بھی نہیں ہو رہی ہیں زیادہ۔ اور ہمارے علاقے میں اکثر سردیوں میں بارشیں ہوتی ہیں اور اس بارشوں کی کمی کی وجہ سے اور درخت کے جنگلات کے کامنے کی وجہ سے اور بہت سارے لوگ ان درختوں کو کاٹ کر کے ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں اسی لیے زیارت کو اس وقت گیس دی گئی لیکن زیارت میں سردیوں میں گیس پر ایشنر نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہوتی ہے، جس کی وجہ سے لوگ وہ قیمتی درخت جو سالانہ ایک سینٹی میٹروہ بڑھتے ہیں وہ قیمتی درخت کاٹ لیتے ہیں اور ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جناب اپیکر! دُنیا میں اس سلسلے میں بہت سارے اقدامات اٹھائے گئے ہیں، دُنیا میں اس کے لیے بڑی تنظیمیں بنائی گئی ہیں، جنگلات کے تحفظ کے لیے ماحولیات کے تحفظ کے لیے، اسی طرح United Nations Environment Program بنائے گئے جو دُنیا جہاں لوگ اپنے جنگلات محفوظ کرتے ہیں ان کو وہ امداد دیتے ہیں، لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے صوبے میں وہ جو حکومت نے ایک شروع کیا تھا Billion Tree Tsunami Project میں سے کتنے درخت کلتے علاقوں میں کتنی نرسیاں لگائی گئیں۔ یہ تائیں گے جنگلات کے منظر صاحب، کتنے یہاں نرسیاں لگائی گئیں۔ وہ چند کے سوا یہاں پر کوئی فارسٹری کی یہاں نرسیاں نہیں لگائی گئیں اور اس کے علاوہ جناب اپیکر جب ڈیم بنائے جاتے ہیں، ڈیم بنانے کے دو مقاصد ہوتے ہیں، ایک زمین کو irrigation کرنے کے لیے اور دوسرا ڈیم کا مقصد energy حاصل کرنے کے لیے۔ ہمارے ہاں جو ڈیم بنائے جاتے ہیں بڑے بڑے ڈیم وہ پانچ سال کے بعد اس میں مٹی آ کر وہ پھر ناکارہ بن جاتے ہیں۔ ڈیم سے پہلے جناب اپیکر watershed بنائے جاتے ہیں، trenches بنائے جاتے ہیں،

جاتے ہیں چھوٹے چھوٹے چیک ڈیم بنائے جاتے ہیں تاکہ ان بڑے ڈیموں سے پہلے وہ ڈیم میں مٹی نہ آجائے اور اس ڈیم سے ہم فائدہ اٹھا سکیں۔ جناب اپیکر! ابھی جو سب سے اہم سوال یہ ہے کہ ہم نے ان جنگلات کے تحفظ کے لیے جن کامیں نے ذکر کیا زیارت، ہر بوئی اور اسی طرح باقی جو علاقے ہیں ژوب کا زرعون غرہ ہے اور شیرانی کا علاقہ ہے، یہاں پر تو بہ کڑی کے کچھ علاقے ہیں تو بہ اچنزی میں علاقے ہیں، اور پھر یہ جنگل پیر علی زمیں کا جو جنگل تھا ب تقریباً ختم ہو گیا ہے ان علاقوں کو دوبارہ ان جنگلات کو اگانے کے لیے حکومت صوبائی حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور وفاقی حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے۔ جناب اپیکر! اگر یہ جنگلات یہ صنوبر کے جنگل یہ زیارت کا جنگل ختم ہوا، اب بھی 70% ختم ہو گیا ہے، تو آپ یقین کریں جناب اپیکر! کہ اب بھی ہم کوئی نہیں میں ایک ہزار فٹ نیچے سے ہم پانی نکال رہے ہیں۔ کوئی شہر میں اس وقت کوئی سارا ہے پانچ ہزار ٹیوب ویل ہیں، سرکاری ٹیوب ویل، غیر سرکاری ٹیوب ویل، زمینداری کے لیے جو ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں پانی کی سطح دن بدن نیچے جا رہی ہے بارشوں کی کمی ہے۔ بارشیں نہیں ہو رہی ہیں جنگلات کاٹے جا رہے ہیں تو اس طرح یہ غالب امکان ہے کہ آنے والے سالوں میں یہاں کے عوام یہاں سے migrate کر جائیں گے، یہاں سے چلے جائیں گے کیونکہ یہاں پانی کا بہت بڑا issue ہے، یہاں کچھ علاقے کوئی شہر میں ایسے ہیں جہاں پانی ہیں میرے حلقة سے ٹریکٹرز ہیں وہ شہر میں پانی لاتے ہیں۔ کوئی شہر میں بہت سارے علاقے ہیں کہ یہاں کوئی پانی کا جو بھی ٹیوب ویل لگاتے ہیں water supply scheme پانچ سال کے بعد چار سال کے بعد وہ dry ہو جاتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کے لئے جناب اپیکر! یہ بہت ضروری ہے کہ اس کیلئے جو Billion Tree Tsunami Project ہے پرائم منسٹر کا یہ ہے یا نہیں کتنا ہے اس میں کتنے غبن ہو رہا ہے کیا ہو رہا ہے اس میں ہمارے صوبے کا کتنا حصہ ہے؟ کتنے درخت لگائیں گے ہیں اس سلسلے میں یہ قرارداد میں نے پیش کی ہے۔ اور اس کے علاوہ جناب اپیکر! بہت سارے علاقوں میں جو ہماری قدرتی جڑی بوٹیاں ہیں جو ہمارے وہ جڑی بوٹیاں جو خود ایک چھوٹا سا وہاں جب پانی کھڑا ہوتا ہے وہ خود ایک ڈیم بن جاتا ہے۔ اس کیلئے جناب اپیکر! یہ چند تجاویز میرے ذہن میں ہیں وہ اگر حکومت اس عمل کریں وفاقی اور صوبائی حکومتیں تو یقیناً وہ ہم جنگلات کو بچاسکتے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ زیارت اور ہر بوئی جنگلات کو بچانے کیلئے وہاں قدرتی گیس فراہم کی جائیں۔ اور اس کے pressure میں اضافی کیا جائے۔ جنگلی حیات کیلئے مزید علاقے محفوظ کرنا۔ بہت سارے ایسے علاقے ہیں اگر چہاگا ہیں بنائی جائیں اور سب سے بڑا مثال کوئی نہیں کر سکتا ہے یہاں پرانہوں نے اس قسم کے trenches کے بنائے ہیں۔ وہاں پر

اس قسم کے انہوں نے soil conservation کی ہے watershed management کا انسانوں نے وہاں پر پروگرام شروع کیا ہے کرنسے میں، اگر کرنسہ دیکھا جائے تو یقیناً اس طرح کے اور بہت سے علاقوں میں اس قسم کے پروگرام شروع کئے جاسکتے ہیں۔ تو میری یہی تجویز ہے کہ جنگلات کے کٹائی میں جو کٹائی کی جاری ہے درختوں کی اس پر مکمل پابندی لگائی جائے اور اس کیلئے ایک بھی موجود ہے لیکن اس کے باوجود آپ دیکھ رہے ہو کہ درختوں کی کٹائی جاری ہے اس پر پابندی لگائی جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب نصراللہ خان زیری: اور دوسرا یہ جناب اسپیکر! کہ جن جن علاقوں میں گیس pressure نہیں ہے وہاں پر گیس پہنچائی جائے تاکہ وہ لوگ درختوں کی کٹائی کے بجائے وہ گیس سے استفادہ حاصل کریں۔ میری ایوان سے گزارش ہے کہ اس اہم قرارداد کو منظور کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصراللہ خان زیریے صاحب۔ جی ریکی صاحب قرارداد سے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں؟۔ point of order پرتب تک نہیں کر سکتے جب تک قرارداد ہے۔ زیریے صاحب! یقیناً آپ نے صحیح فرمایا جنگلات کی کٹائی کے حوالے سے یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں جب تک بلوچستان کے علاقوں میں گیس نہیں پہنچایا جائیگا یہ کٹائی ہوتی رہے گی کیونکہ لوگوں کا گھر کا استعمال اسی پر ہوتا ہے۔ تو جہاں تک بات موئی خیل اور شیرانی کی ہے کافی حد تک ہم نے control کیا ہے کہ لوگ کٹائی نہ کریں مگر پھر بھی گھر کے استعمال کے لئے لوگ کرتے ہیں۔ بیچنے کیلئے ہم لوگوں نے پابندی لگائی ہوئی ہے وہاں پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 123 منظور کی جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 123 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ریکی صاحب مختصر بات کریں۔

میرزا بعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میرزا بعلی ریکی کے اسکیلیں ہے، ایران بارڈر کے ساتھ گلتا ہے۔ وہاں پر عوام کا روزگار بارڈر کے اوپر ہے جناب اسپیکر صاحب! کیونکہ بارڈر پچھلے تقریباً پانچ دس سالوں سے کھلے تھے آمد و رفت کا روبار کے روزگار یہ گورنمنٹ نے ملازمت کی دور بات ہے ان لوگوں کو ایک اسکیم ایک علاقے کا اجتماعی کام اس نے نہیں کیا۔ جناب اسپیکر صاحب! وہاں پر اچھا اس طرف چاغی کا گواشتاں راجج ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! مہنگا روزگار پیڑوں اور ڈیزیل سارے عوام کا کاروبار اسی ڈیزیل کے اوپر ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! اگر گورنمنٹ بلوچستان اگر اس کو بندر کرنا چاہتا ہے برائے مہربانی عوام کیلئے کوئی ملازمت،

کوئی روزگار کیلئے وہ کھول دیں یا روزگار دے دیں جناب اپیکر صاحب۔ اگر جناب اپیکر صاحب! روزگار نہیں دے سکتا ہے براۓ مہربانی یہ گورنمنٹ کو جا ہے پانچ چھ پاؤ نش ہیں اس کو کھول دیا جائے کیونکہ جناب اپیکر صاحب! ڈسٹرکٹ خاران، واٹک، نوشکی اور تمام کوئی کے کتنے بندے ہیں روزگار کے وہاں پر آتے ہیں کاروبار کیلئے جناب اپیکر صاحب! میری اس ایوان سے آپ سے بڑے امیدیں وابستہ ہیں اس بارڈر کیلئے خدار مجھے دن میں میں کہتا ہوں چارسو پانچ سو فون سے زیادہ آتے ہیں کہ آپ علاقے کے MPA ہیں آپ ہماری آواز اُٹھائیں۔ ہم کیا کریں ہم کہاں جائیں۔ ہمارے پاس اور کوئی روزگار ہی نہیں ہے جناب اپیکر صاحب! میں آپ سے اس ایوان سے خدارا یہ بارڈر چاہے ماٹھیل ہو، پنجگور ہو، چاہے تربت، چاہے چمن ہو، چاہے یہ تفتان ہو خدارا یہ بارڈر کھولیں یہ عوام کہاں پر جائیں خداخواستہ جناب اپیکر صاحب! خداخواستہ اگر یہ بارڈر اس طرح ہو جائے اسی پیٹ کے خاطر عوام بجور ہو کے قتل و غارت بھی کریگا چوری بھی کریگا اور داتیں بھی کرے گا پھر یہ ہمارے نہیں پورا بلوچستان پورا پاکستان کے control سے یہ ہمارے بس سے باہر ہے۔ جناب ڈپٹی اپیکر صاحب! خانہ جنگی بھی شروع ہو گا اور اغواء براۓ توان بھی ہو گا۔ پہلے سے بلوچستان کے حالات بہت خراب ہیں جناب اپیکر صاحب! میں آخر میں کورکمانڈر جزل سرفراز صاحب سے پُر زور اپیل کرتا ہوں، پر زور اپیل کرتا ہوں خدارا یہ ہمارے بارڈر کو کھولیں ہمارے روزگار کا معاشری یہی زندگی ہے اور کوئی سہارا نہیں ہے۔ یہ گورنمنٹ نے تین سالوں میں ایک ملازمت نہیں دیا ایک ملازمت تو مجھے دیکھا دیں کہ میں نے دیا ہوا ہے اور انشاء اللہ اللہ نے زندگی دیا جناب اپیکر صاحب! آپ خود دیکھ لیں گے آگے بات کرنے کا مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ ریکی صاحب۔

میرزا بعلی ریکی: یہ تین سالوں میں ہمارے چتنی آوارتھی جناب اپیکر صاحب یہ تین سالوں میں چتنی ہماری آوارتھی ہم لوگوں نے اسمبلی فورم، روڈوں میں حالانکہ آخر جیلوں میں ہم نے 15 دن اپوزیشن نے جیل میں گزارے مگر اپنے موقف میں ڈٹ کے کھڑے ہیں انشاء اللہ اور ڈٹ کر رہیں گے انشاء اللہ کامیابی ہماری ہو گی، کامیابی انشاء اللہ اپوزیشن کی ہو گی جناب اپیکر صاحب thank you جناب اپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ۔ جی صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اپیکر! ایجوکیشن کی جو حالت ہے آپ کے علم میں ہے کہ میرے خیال میں 2015ء کے بعد کوئی اشتہار نہیں لگا ہے اور نہ پوسٹ میں fill ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: کس چیز کی صدیقی صاحب؟۔

جناب عبدالواحد صدیقی: ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی۔ یہ جو ابھی آرڈر دے رہے ہیں چند اصلاح کو CTSP کے حوالے سے آرڈر دئے ہوئے ہیں چند اصلاح کے رہ رہے ہیں اس میں شاید آپ کا ضلع موئی خیل بھی شامل ہے ٹوب بھی شامل ہے اسی طرح اس side میں بہت سارے اصلاح شامل ہیں یہ 2015 کے vacancy statement کے حوالے سے یہ پوٹھیں fill کی گئی ہیں 2015ء کے بعد چھ سال گزرے ہیں سالانہ سینکڑوں کے حساب سے ہمارے ٹیچر زریٹریو ہو رہے ہیں ٹیچر زنہ ہونے کی وجہ سے ہمارے سارے سکولز بند پڑے ہیں۔ صرف ضلع پشین میں جہاں تک میں نے معلومات کی ہے 18 سو پوٹھیں vacant پڑی ہیں۔ ہمارا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو ہدایات دیں تاکہ وہاں پوٹھوں کو fill کر دیں، ہمارے سکولز بند پڑے ہیں اس حوالے سے اگر آپ کوئی رو لگا دے دیں تاکہ ہمارے سکولز چل پڑیں اور بچے ہمارے suffer کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یقیناً صدیقی صاحب! اس حوالے سے مجھے علم ہے کہ وہاں آپ لوگوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لہذا سیکرٹری ایجوکیشن کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ ہمیں اس کی تفصیلات فراہم کریں کہ یہ پوٹھیں کیوں ابھی تک رکی ہوئی ہیں؟ اور اصلاح کی ہو گئی ہیں جہاں تک مجھے علم ہے۔

جناب نصراللہ خان زیری: جناب اسپیکر! یہ ضلع ہرنائی کا علاقہ ہے شاہرگ وہاں ہمارے پارٹی کے پشوتوخواہ ملی عوامی پارٹی کے خالق داد دطن پال صاحب ہے اُنکے گھر رات کو چودہ ستمبر کی درمیانی شب کا لے وردیوں میں ملبوس لوگ پچاس، ساٹھ وہاں گھسے ہیں مسلح اور چادر اور چارڈیواری کی تقدس کی پامالی کی ہے اور پھر اُس رات یہ شاہرگ کلی امبوہ میں خالق داد دطن پال کے گھر گئے جو ہمارے پارٹی کا وہاں ذمہ دار بندہ ہے پھر اسکے بعد سُر وام شاہرگ کا دوسرا علاقہ ہے وہاں ماسٹر صورت خان اور مرتضیٰ کے گھر مسلح لوگ جو وردياں اُنکی کالی تھیں لیکن آپ نے آپ کو FC والے کہہ رہے تھے۔ کہ اُنکے گھروں میں کوئی دہشت گرد BLA والے یا جو بھی ہے وہ آپ لوگوں کے گھر ہیں۔ اُس نے کہا کہ ہمارا اُن کے ساتھ کیا تعلق ہے ہم پشتوں ہیں، پشوتوخواہ ملی عوامی پارٹی سے ہمارا تعلق ہے ہمارے گھروں میں اُن کا کیا تعلق ہو سکتا ہے، وہ کیوں کر رہاں آسکتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ آپ ہوم ڈیپارٹمنٹ نوٹ کر لیں اگر یہاں ذمہ دار ان بیٹھے ہوئے ہیں تو کم از کم شاہرگ، اس ذمہ دار لوگ ہیں شریف لوگ ہیں خالق داد دطن پال ہمارے پارٹی فیصل آباد کے وہاں کے سیکرٹری بھی ہے۔ دوسرے ماسٹر صورت خان صاحب ہے جو سورا وام کے گاؤں کے رہنے والے ہیں ان کے گھروں میں گھسے ہیں چادر اور چارڈیواری کی تقدس کی پامالی کی ہے۔ دروازے تھوڑے ہیں خواتین وہاں تھیں تو جناب اسپیکر! یہ کیا سلسلہ ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہوم منستر صاحب آگئے ہیں ہوم منستر صاحب۔ میں ان کو بتاتا ہوں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جی ہوم ڈیپارٹمنٹ زر آپ اس بات کو 14 ستمبر کو واقعہ ہوا ہے شارگ کلی امبوہ میں اور پھر دوسرا گاؤں ہوا ہے کلی شارگ کا سور وام، وہاں ماسٹر صورت خان مرتضی کے گھر مسلح لوگ 50,60 کالی وردیوں میں تھے وہ کہہ رہے تھے کہ ہم FC میں ہے لیکن FC کی تو اپنی وردی ہوتی ہے۔ اگر FC والے ہیں ان کے گھروں میں گئے ہیں چادر و چار دیواری کی تقدس کی پامالی کی ہے، دروازے توڑے ہیں انہوں نے تو یہ مطلب وہاں کس مقصد کے لیے گئے تھے وہاں نہ کوئی دشمن تھا اُس کے فیملی میں کوئی وہ سر! سیاسی لوگ ہیں ہمارے پارٹی سے ان کا تعلق ہے شریف لوگ ہیں۔ کبھی بھی ان کا دشمن دی سے دور دور تک تعلق نہیں رہا ہے۔ تو آپ پھر اس سلسلے میں IG سے بات کر لیں اور اس کی تحقیقات کی جائے کہ یہ واقعات کیوں کر رہے ہیں؟ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ جی وزیر داخلمہ صاحب!

میرضیاء اللہ لاغو (وزیر داخلمہ و قبلی امور و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ enforcement agencies law اگر جہاں کوئی کارروائی کرتی ہیں، یا کوئی چھاپ مارتی ہیں، ان کے پاس ضرور کوئی آرڈر زہونگے یا کوئی اس طرح کی انفارمیشن ہوگی۔ اس specific case کے بارے میں جس طرح زیرے صاحب نے اٹھایا ہے میں آج ہی اُس کی رپورٹ طلب کر کے آپ کو بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ اب میں گورنر کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973. I Syed Zahoor Ahmed Agha, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 16th September, 2021.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک متوجی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06:00 بجکر 35 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆